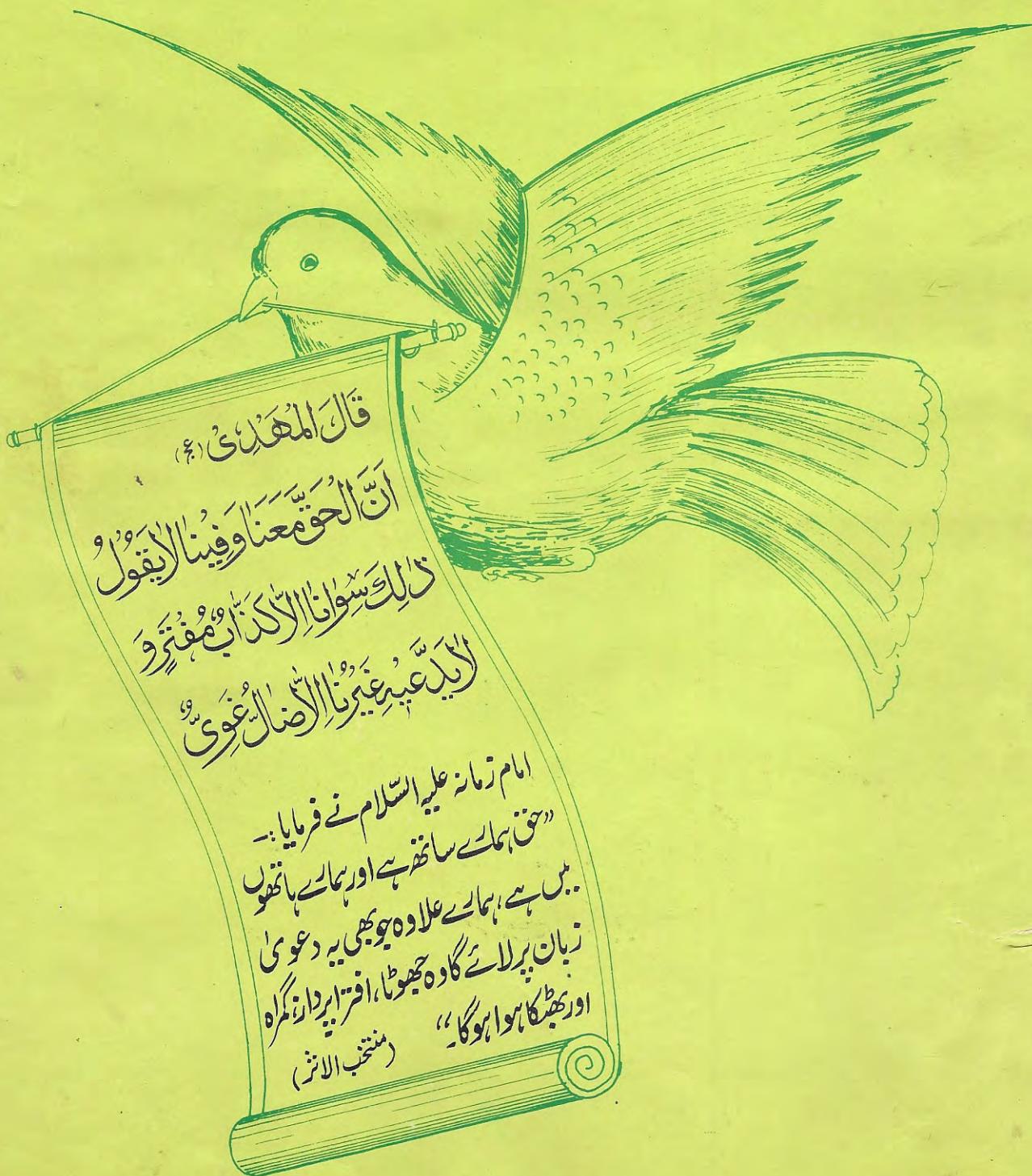


# الْمُتَّكِّل

مُعَجَّل

نشریہ خصوصی

شَعَبَانُ الْمَعْظَمُ سَنَةُ ١٤٠٩ هـ



قَالَ الْمُهَدِّدُ (۴)  
أَنَّ الْحَقَّ مَعَنَا وَفِينَا الْيَقُولُ وَ  
نَّلَكَ سَوْنَا الْأَكَابِ مُهْرَةً وَ  
لَيْلَةَ عَيْرَةَ الْأَضَالُ غَوْرَى وَ

امام زمانہ علیہ السلام نے فرمایا۔  
”حق ہمکے ساتھ ہے اور ہمارے ہاتھوں  
بیس ہے ہمارے علاوہ جو بھی یہ دعویٰ  
تبان پر لائے گا وہ جھوٹا، افتر اپردازگارہ  
اور بھٹکا ہوا ہو گا۔“ (منتخب الانزال)

اللَّهُمَّ إِنَّا نَرْغِبُ إِلَيْكَ فِي دُولَتِ  
 كَرِيمَةٍ تُعْرِبُهَا الْإِسْلَامُ وَأَهْلُهُ  
 وَتَنْزَلُ بِهَا النِّفَاقُ وَأَهْلُهُ، وَمَجْعَلُنَا  
 فِيهَا مِنَ الدُّعَاءِ إِلَى طَاعَتِكَ وَالْفَارِقُ  
 إِلَى سَبِيلِكَ وَتَرْفُقُنَا بِهَا كَرَامَةَ  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

خدا یا! ہم تنھے سے امین دار ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ذریعہ یا کلمت  
 حکومت کو قائم فرمایا، اسلام اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے عزت عطا کر  
 نفاق اور مرتا ثقین کو ذبیل و رسو اکر، اور ہمیں اس حکومت حق میں پیری  
 اطاعت کی طرف دعوت دینے والوں میں قرار دے، اور پیری ہدایت  
 کی راہ میں رہنمائی کرنے والوں میں داخل فرمایا۔ اس عظیم المرتب امام کے  
 واسطے سے ہمیں دنیا و آخرت میں عزت و بزرگی سے  
 فریض کر لاز فرمایا۔

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

**ماه شعبان - ماہ پیغمبر اسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ**

**السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي آنَتَ وَأُمِّي  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الدَّعْوَةِ التَّبَوِيَّةِ يَا  
جَحَّةَ بْنَ الْحَسَنِ عَجَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَرَجَلَ**

**پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کا راشدگرامی ہے:**

”مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ، مَاتَ  
مِيتَةً أَبْجَاهَ هَلْيَةً“ (اصول کافی) یعنی جو شخص اپنے امام وقت کے  
یہچنانے بغیر موت سے ہمکار ہوتا ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔  
قاریئن کلام! اس بافضلیت ہیسے میں امام زمانہ علیہ اسلام کے منتظرؤں کی خدمت  
یعنی جو کچھ پیش کر رہے ہیں امید رکھتے ہیں کہ ان تحریر دلوں سے ہم سب ولایت کے  
روشن چڑاغ کی پلکی ہوئی تو کوپنے دلوں میں جذب کر کے امام زمانہ علیہ اسلام کی یاد اور  
محبت کو پسند دلوں میں ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔

ای سلسلے میں ہم آپ کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس سے پہلے، ”المنتظر“ کے اسباق  
کو سوال و جواب کی صورت میں بھیجا تھا اور انشا و املا اس کا سلسلہ برقرار رکھیں گے اور  
”المنتظر“ نہیں حضرات کی خدمت میں بیچھے سکیں گے جو ہمارے سوالوں کے جواب روانہ  
کریں گے لیکن جو کوئی بعض حضرات نے ابھی تک فارم و اپ نہیں کئے یا پھر ہم لوگوں تک  
پہنچئے ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک بار ادا اس فارم کے ساتھ سبھی حضرات کی  
خدمت میں ”المنتظر“ بھیجا جائے گا اور جواب منئے ہی پراس کے بعد شائع ہوتے والا  
”المنتظر“ بھیجیں گے۔ ہم ”المنتظر“ کے طالب کے بارے میں آپ کے خطوط کے  
منظظ ہیں۔ آپ کو قین دلاتے ہیں کہ آپ کی وقیعہ راستے سے ہم پورا پورا فائدہ اٹھانے  
کی کوشش کریں گے۔

خلافہ دن عالم ہم سمجھوں کو امام زمانہ علیہ اسلام کے خدمت لذاروں میں قرار دے۔

**الْمَتَتَظَرُ**

یہ مہینہ عقل و شور، ضمیر و نظرت اور ایمان و عمل کی بیداری، سرست و  
شادمانی اور رسول خدا، حضرت محمد بن عبد الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ ہے۔ یہ دو  
مہینے ہے جس کی تیری تاریخ کو حضرت سید الشہداء امام حسینؑ، شیعوں کے تیری سے امام  
نے دنیا میں آنکھیں کھولیں۔ اور اسی مہینے کی پندرہویں تاریخ کو بارہواں جانشین  
پیغمبر، خدا کی آخری محبت اور ہمارے اس عہد و زمان کا امام پیدا ہوا۔ دو مخصوصوں  
کی ولادت پر سعادت کے سرست و شادمانی سے بہریز مرقع پر اے شیعیان آل محمدؐ ہم  
آپ کی خدمت میں ہمیشہ یہ نہیں تذکرے پشتی کرتے ہیں۔

ماہ شعبان کی آمد سے ایسا بارہ کت پر فضیلت مورث ہاتھ آتا ہے کہ اس امید چنان  
اور مالک و قادر نہماں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کفتکوگریں اور پرانے تاریک دلوں  
کو اس کی الہی محبت کے دیش سے روشن کریں۔ یوں تو ہم شیعیان آل محمد کے لئے اسی  
ہتر اور مناسب اور دوسری کوئی بات کیا ہو سکتی ہے کہ ہمارے دریان ہر زمانے اور  
ہر مقام پر اسی محبت خدا کا نذر کہ جاری رہے۔ اس کے نام اور اس کی یاد کو زندہ رکھنا  
ہماری زندگی کی ضمانت اور اس گم گشته خدا کی رہ میں سی ارجو جو جہد ہماری بخات  
کا سہارا ہے۔ یہیں ان حضرت عجل اشد تعالیٰ فرجہ کی پیمائش کا دن، اس بات کا زیادہ  
حقدار ہے کہ دوسرے دلوں کی بنت ادن دلوں اس کی یاد ادا اس کا ذکر زیادہ ہو۔  
اثراء اعلیٰ ہمیں امید ہے کہ ہم اس مختصر سے رسالہ کے ذریعے، سبھی لوگوں کی توجہ اس  
بنیادی اور حسکس مصونیت کی جانب مبذول کر سکیں گے۔

# ولادت

## غیبت

شانہ ہجھی میں، گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام وہ رام پیشہ اور خونوار عبادی خلیفہ معمد نے جو نہر دعا کو دیا تھا، اس کے اثر سے قبر شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کی شہادت کے بعد شیعیان آل محمد علیہم السلام کی رہبری اور امامت، آپ کے فرزند احمد بن، بارہویں امام حضرت ہمدی علیہ السلام کے ہاتھوں میں آئی، آپ کا زمانہ امامت دو غیتوں پر مشتمل ہے، ایک غیبت صفری (چھوٹی) اور دوسری غیبت کبریٰ (طولانی)۔

**غیبت صفری:** امام علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، مناز پڑھانے کے بعد خدا نے علم دانی کی مصلحت کے پیش نظر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خداوند عالم کا پر فیصلہ تھا کہ حضرت علیؑ آنی احکام اور اسلامی مقاصد کے لفاذ اور اجراء کے لئے دشمنوں کی نگاہوں سے ہی پوشیدہ ہوئیں جو پہلے ہی سے آپ کو شہید کرنے کے درپے تھے تاکہ آپ لوگوں کی پہنچ سے دور رہیں۔ اسی بنا پر حکم الہی کے مطابق لوگ آپ کو دیکھنے اور پہنچنے سے قاصر ہیں اگرچہ روایات و احادیث کی رو سے آپ لوگوں ہی کے درمیان رہتے ہیں جنکہ اپنے پدر بن برگوار کی نماز جنازہ ہی کے بعد سے غیبت صفری کا درود شروع ہو گی۔ اس غیبت کا زمانہ تقریباً ۲۷ سال رہا۔ چار شید علام جنہیں آپ نے خود مقرر فرمایا تھا۔ آپ کے نمائندے اور یکے بعد دیگرے آپ کے نائب ہوئے جنہیں ”ذاباربع“ کہا جاتا ہے۔ اور لوگ اپنی مشکلات اور اپنے مسائل و معاملات کو انہیں چاروں نائبین کے ذریعہ امام علیہ السلام سے دریافت کیا کرتے تھے۔ یہ چاروں افراد ذیل کی ترتیب کے مطابق حضرت عج کے نیابت خاص کے عہد دیدار تھے: (۱) عثمان بن سعید عمری (۲) محمد بن عثمان بن سعید عمری (۳) سین بن روح نجخنی (۴) علی بن محمد سیری۔

حضرت عج جب کے آخری سفیر اور نائب خاص علی بن سیری ۲۹ شانہ ہجھی میں اس دنیا سے اٹھے۔ ان کی دفات کے بعد نیابت خاص لئی مخصوص نمائندہ و سفیر بیوام اور خلق کے درمیان رابط تھے۔ اور لوگوں کے عیشے اور ان کی درخواستیں حضرت عج تک پہنچایا کرتے تھے، ہمیشہ کے لئے اس کا سلسلہ بند ہو گیا۔

جس وقت سے امام علیہ السلام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوئے، ان حضرت علیہ السلام کے آخری سفیر اور نائب خاص کی دفات کے دن یعنی اس پوری مدت کو جس میں آپ عج کے خاص نمائندوں کے ذریعہ لوگوں سے آپ کا رابطہ قائم تھا، غیبت صفری کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے چاروں نائبین خاص بنزادہ میں رہا کرتے تھے اور ان چاروں کی دفات بنداد میں ہی ہوتی۔

**غیبت کبریٰ:** موت سے چھ دنوں پہلے امام علیہ السلام کا ایک خط ان کے پاس پہنچا جس میں اہم حقیقتیں بیان کی گئی تھیں، علی بن محمد سیری کے پاس لکھے جانے والے خط کا خلاصہ ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

پندرہویں شaban کا چاند آسمان کو شیر را دکھہ کر رخصت ہو رہا تھا، تھوڑی دیر بعد سامروہ کے تاریخی شہر کے درود پوارے اندھرے کا سیاہ نقاب آتا کر گزارے رکھ دیا۔ صحیح کیف اور روشنی نے صحرائی خنڈی ریت پر اپنی پیشانی رکھی، دجلہ کے تھر تھراتے ہوئے پر شم سحر نے اپنے سب رکھ دیئے ایسا معلوم ہوا جیسے اس پر نہ ماخول میں دنیا آج کے دن کی خصوص عظمت و جلالت کراپنے اگوش میں سمیٹ لینا چاہتی ہے۔ دن کی پہلی سہی کرن جب اتفاق کے سیاہ سینے کوچری ہوئی شہر کے بام در کو منور کرنے والی تھی کرفضاۓ سامروہ میں موذن کی بانگ گوچی۔ اللہ اکبر۔ خداکی بکریاں اور جیروت کا ترانہ ہر ایک کی زبان پر چھڑگی۔ صدائے اندھا اکبر کی آواز شہر کے گوشے گوشے میں بہوج پچ کی۔ صحیح کے دروازے کے دونوں پیٹ کھل گئے۔ ایک مبارک صحیح، ایک پُر برکت دن، ایسا دن جو تمام دنوں سے مختلف اور باسلک الگ تھا۔

ابھی اندھا اکبر کی صد، خدا کی عظمت و بنرگی کی آواز سے کاں میں رس گھولہ ایسی تھا کہ سامروہ کے تاریخی شہر کے ایک گھر میں، امام حسن عسکری علیہ السلام ہی سے اپ اور حضرت نرسی خاتون بھی مال کے نیز سایہ ایک بچروں سے زمین پر قدم رنجھ رہا، آتے ہی عظمت خداوندی کے لئے کا ورد شردع کر دیا، ابھی سورج نے اپنا سرمشتق کی کھائیوں سے نکلا ہے تھا کہ اس پیچے نے آنکھیں گھول دیں تاکہ اپنے نور دلایت کا تابندگی سورج کے دل میں آتا رہے۔

ہر طرف سرت و شادمانی کے شادیاں بجھتے ہوئے محسوس ہوئے۔ مال کی انکھوں میں محبت کے آنسو دمکنے لگے، باب پنے خوشی کے آنسو اپنے انکھوں سے دل کی گھر اؤں میں آتا رہے ہوئے کہا: ”خدا کا شکر ہے کہ وہ مجھے اتنے دنوں تک زندگی کی نعمت سے سرفراز کرتا رہتا تھا میں اپنے اس جاتیشی کو خود انکھوں سے دیکھ لوں جو سیرت اور صورت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ خداۓ عزوجلے پر دہ غیبت میں رکھے گا اور یہ نظاہر کے گا اور زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔“

غرضکہ اس انداز میں حیرت انگریز شخصیت اور تحریر خیر انسان کی ولادت ہوئی۔ یہ مقدس ترین اور سب اکثر تین ساعت پندرہویں شaban ۵۵ شانہ ہجھی کی تھی۔

کیا یہ عجیب قرآن کی آواز میں آواز ملائکر اس مولود سید سے فریاد کریں:

”یَا أَيُّهُمَا الْعَزِيزُ؟ مَسَنَا وَأَهْلَنَا الصُّرُّ وَجِئْنَا بِضَيْعَةٍ“

**مُرْجِيَّةٌ** (یوسف: ۸۸)

اے عزیز (زمہر ۴)! ہم کو اور ہمارے بکبے کو بڑی تکلیف دیکھیت کا سامنا ہے اور ہم بہت تھوڑی سی پوچھی لے کر آئے ہیں۔

اے عزیز ابو عبد اللہ الحسین! بھرے ہوئے ہمدر کے چھوپچھرے شرک و فساد جہالت کے درماں مفسدوں کے زہریے انکار و خیالات کی اوپنی ہوں گی زد پیشانیت کی خوش بختی اور بخات کی کشی جعل جعل سے شکست ہو چکی ہے اور اب بخیر نے ہی کوہے ہے۔ آ..... جلد آ۔ اور اس شکست کشی کو سائل بخات تک پہنچا دے۔

# امام زمانہ کی یاد

ان حضرتؑ کی یاد اور ان کے ظہور مقدس کے لئے دعا سب سے بہتر عبادت اور خداوند عالم کی قربت کا سرمایہ ہے۔

اسے شیعیان آل محمدؑ اور فاطمہ زہراؓ کی آرزوں کے مرکز و ان حضرت کی یاد میں کس قدر آتی ہے؟ اس کے مکتبہ نکار اور مدرسہ الہیہ کے عاشقوں کوچھ گھٹے نہ سہی رات دن میں کچھ منٹ ہی سہی کیا ہم ان کی یاد میں بس رکتے ہیں؟ اسے ان حضرت کے دیوار کے لئے ترتیبے والوا اور اسے حضرت ولی عصر عجل اند تعالیٰ فوج کے ارادتمند! اب اس قدر ان حضرت کی خوشی کیلئے اس قدر جلد و جہد کرتے ہیں؟ ہم اس قدر محتاج ہیں کہ اس محبوس کے دل کو بخیرہ نہ کریں اور ان کی رضاء و خشنودی کے خلاف تدم نہ اٹھائیں۔

کیا ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہماری یاد میں رہیں اور ہمیں توفیق ہجتیں؟ اس لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ ان کی یاد میں ہشتنوں رہنا چاہئے۔

کیا ہم نہیں چاہتے کہ قبر کے سنان، ناموس اور وحشتاک گھر میں، اس دنیا سے منسلق ہونے کی پلی گھروں میں ہم پان حضرت کے کرم اور عنایت کی اس تدریباً راش ہو کہ ہماری قبروں کی وحشت اور بے چینی ہی ختم کر دے؟؟

اس لئے ہمارا فرض ہے جو ہمارے کہ ان حضرت سے زیادہ سے زیادہ محبت اور انسیت پیدا کریں، ان حضرت کی یاد کا لام بخش ہوتی ہے، خوشی اور خرمی عطا کرنے والی ہوتی ہے، زندگی کو بالیدگی اور تعمیر کا حوصلہ دیتی ہے، زندگی سفرواریے والی اور شور و عشق کا جذبہ پیدا کرتی ہے، خدا کی قربت کا ذریعہ اور حالت کی وحشت بھرے ہم舟ں کا تو شہ ہے۔ اگر ہم روح کی پاکیزگی چاہتے ہیں، نفس کے تزکیہ کے طلب گار ہیں اور رفاقتی خواہشات اور شیطانی و سوسوں سے جگ اور مقابلے کی طاقت کے مقلاشی ہیں؟ اگر انہوں اور خطاوں سے پیشمان ہو کر طلبِ مفتر کے لئے دیسے کے طالب ہیں؟ اگر خداوند عالم کے حضور میں قربت کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں؟ اگر روحانی بیماریوں اور محنوی نیتیں و فزار کے خاتمے کی نکر میں پڑے ہوئے ہیں؟ تو ہمارے لئے واجب ہو جاتا ہے کہ ہم ان حضرت عجل اند تعالیٰ فوجہ الشریف کی یاد میں رہیں۔ ان کی طرف رُخ کریں اور اپنے زمانے کے امام عکے دامن کو پکڑیں اور ان کی محبت سہالا لیںکر، ان کی تلاش و آرزو کی تمنا لیںکر ان کی راہ پر گامزت ہو جائیں۔

جب ہمیں اس بات کا لیقین ہے کہ ہم امام رکھتے ہیں، جب ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے زمانے کا امام زندہ ہے، ہمیں دیکھ رہا ہے، ہماری نیتوں سے واقف ہے، ہمارے انکار سے باخبر ہے، ہمارے جسم اور ہماری روح کے تمام پہلوؤں سے الگ ہے، اذما حاضر کیجیے، وہ ہماری یاد میں ہے، خدا کے عزوجل کا فضل و کرم اور اس کا لطف اور اس کی عنایت ہم تک اسی کے ویسے سے پہنچتی ہے، خداوند عالم کی توجیت و نزاکت کا دروازہ ہے، تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اسی دروازے کو ٹھکٹا ہیں اور یہ کچھ کردار اپنے ہوں کہ وہ بحاجت بخش ہے، وہی لایہں پیدا کرنے والا ہے، اس کی یادی کھجھ کر داڑھیوں کی معا جائے۔ اس سے تمک تمام کامیابیوں کا راستہ۔ اس کی نئے ہمیں چلیئے کہ اس کے نام کے ساتھ، اس کی یاد کے سہارے دن کورات تک

۱۔ چھڈاون کے بعد علی بن محمد سعیری کی وفات کی خبر۔  
۲۔ نیابت خاص کے سلسلے کا خاتمہ، یعنی کوئی دوسرا شخص حضرت عجل کے نمائندہ خاص کی حیثیت سے مقرر نہ کیا جائے گا۔

۳۔ غیبت صغری کے ختم ہونے کی خبر اور غیبت بزری کے سلسلے کا آغاز یعنی امام علیہ السلام کی پوشیدہ زندگی بیان کی نمائندہ خاص کے ہوئی۔  
۴۔ غیبت بزری کے طولانی ہر سو لکھ کی خبر۔

۵۔ امام زمانہ کے ظہور اور عالم گیر قیام سے پہلے پوری دنیا میں ظلم و ستم کا دور دورہ ہو گا اور بے انسانی اور جرم پوری دنیا کو پہنچے گھرے ہیں لے لیں۔

۶۔ حضرت مهدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کے قیام و انقلاب کا اختصار خدا کے حکم پر ہو گا۔

۷۔ جو شخص علی بن محمد سعیری کے بعد اپنے آپ کو امام زمانہ علیہ السلام کے نائب خاص (نمائندہ مخصوص) کی حیثیت سے متعارف کر لے گا وہ جھوٹا ہو گا۔

اس س خط کو کہے ہوئے چھو دن تمام ہوئے کہ حضرتؑ کے آخری سفر اور نائب خاص کی وفات ہوئی اور غیبت صغری کی مدت ختم ہوئی، نیابت خاص کا دروازہ بند ہو گی۔ غیبت بزری کے زمانے کا یعنی حضرت مهدی علیہ السلام کی پوشیدہ طولانی زندگی کے دروازہ گاہراً اس دن تک کے بیچ سی دن خداوند عالم کے حکم سے اغلاق برباکریں گے اور اپنے آپ کو ظاہر کر کے دنیا کو عدل والاضافت سے بھر دیں گے۔

بلد را ان عزیز اجنب سے غیبت صغری کا زمانہ ختم ہوا اور حضرت نے فرما یا تھا کہ اس کے بعد کوئی میرا مخصوص نمائندہ نہیں اور کسی شخص کو کبھی اپنا نائب اور سفیر نہیں میں کروں گا۔ آپ جس نے حکم دیا کہ غیبت بزری کے زمانے میں امر حجۃ تعلیم اور عادل اور جام الشرائع فیصلوں کی پیروی کر وکیوں کو وہی تھاں رہ لے جائے اور پہنچا ہیں، حضرت ولی عصر جم (امام زمانہؑ) نے اسحاق بن یعقوب کے خط میں فرمایا:-

”لئے تھے مسائل اور حالات و واقعات پیش آئے کی صورت میں ہمارے اقوال نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کرنا کیوں کہ وہ لوگ تھاں رہے طہینا اور تم پیری جنت ہیں اور میں ان پر خدا کی طرف سے منتخب پیشو اور جمعت ہوں۔“

شیعوں کے چھٹے امام امام جaffer صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ”شیعوں میں سے جن فیصلوں اور عالموں میں چار نشانیاں پائی جائیں عوام کو ان کی تعلیم کرنی چاہتے اور ان کے دستورات و احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۱) انہوں اور بربریوں سے دور رہتا ہو۔ (۲) اپنے دین کی محافظت اور پاسداری کرتا ہو۔ (۳) ہوا و ہوس اور فسادی خواہشات کی مخالفت کرتے ہوئے ان سے جنگ کر لے (۴) اپنے مولا اور اقا (امام زمانہؑ) کے احکام کی اطاعت پیروی کرے اور اپنے وقت کے امام کے حکم کی پیروی دل و جان سے کرے۔“ پھر صادقؑ آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ باتیں چند فقہاء پر صادقؑ آئی ہیں اسی م تمام شیعہ نقہا شام نہیں میں۔“

جو لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامؑ مخصوصین علیہم السلام کے احوال کے بیان کرنے والے ہوں اور فقہاء اور دین کے توانیں سے آگاہ ہیں اور ان چاروں علامتوں کے حامل بھی ہوں وہ حضرت مهدی علیہ السلام کے گھومی نمائندے ہیں جنہیں ”نواب عامر“ کہا جاتا ہے۔

لائیں، ہر مجلس میں ہر غسل میں ہر مرتبہ پریس اسی کے بارے میں لفظ شکوہ ہے، اسی کا تذکرہ کروں۔ لوگوں کی توجہ اسی کی طرف موڑیں، اسماج اور سوسائٹی میں اس کی یاد کو عام کریں۔ کم سے کم دن میں چند بار حضرت یحییٰ کو پکاریں۔ ان کے صورتیں فریاد کریں۔ ان پر درود بھیجیں۔ ان کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ دلی لکھوں کا اظہار کریں اور جب بھی ان کی یاد آئے دل کی گمراہیوں سے کہیں:

السلام عليك يا سفيانة الاتجات

## لَدُكُ وَلَعَصْرُكُ

بِمِ شَكَابِيْ إِلَّا كُمْ، تَشَانِيْ هَيْدَرَه

كُونِنْ پِهْ قَضَنْهَه، تَوَارِيْ مِلْفِتَرَانَه

دِيَا مِلْ تَرِيْ هَسْتَيْ، جَبْ لَفْشَنْ مَأْوَيْ

كَبِهْ كِ طَرَحْ مَسْجَدْ، بَنْ جَلَّهْ كَبُوتْ خَانَه

قَرَآنْ كِ تَقْسِيرِيْ بَلْ مَطْلَبْ دِمْنِيْ مِلْ

تَوَأَّهْ تَهْ كَلْ جَادِيْشْ، أَسْرَارِ حَلَمَانَه

إِيمَنْ تَهْ مَسْلِمَانْ كُوْ دِيْخَاهْ غَلَامِيْ مِلْ

تَوَأَّهْ تَهْ كِيمْ دِيْجِيْسْ پَهْ سَلَوتْ شَاهَانَه

أَفَارِيْ مُحَمَّدْ سَهْ إِنْ كَارْهَه دُنْسِيَا كُو

تَوَأَّهْ تَوَسَّبْ دِيْكِيْسْ وَهْ جَلَوَهْ جَانَانَه

مُحَمَّدْ سَرَوْشَسْ



# امام زمانہ کا دیدار

امام زمانہ حضرت جعفر بن الحسن علیہ السلام کا دیدار مبارک، نہ صرف یہ کہ ناممکن نہیں ہے بلکہ اپنے بہت سے چاہنے والے اور آپ پر فرمائہ افراد آپ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوئے اور اس محبوب خداوندی، مہربان آتا، اس ملکوتی چہرے کی ماں با غلطت سماں کے دیدار مبارک سے فیضیاب بھی ہوئے ہیں خود ان جناب کا یہ قول کہ جو میری طولانی غیبت کے دلوں میں میرے دیدار کا دعویٰ کرتے ہوئے ہے کہ مجھے ملاقات کرتا اور رابطہ رکھتا ہے وہ جھوٹلے ہے۔ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا تعارف یہ کہہ کر رکھے کہ میں حضرتؐ کا خاص مناسنہ ہوں اور اپنے کو ان حضرت کے واسطے اور رابطہ کی حیثیت سے ظاہر کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرے کہ وہ حضرتؐ سے پاندی کے ساتھ ملاقات کرتا رہتا ہے اور لوگوں کے سائل اور مشکلات کو حضرتؐ تک پہنچا کر جواب لاسکتا ہے، وہ جھوٹ بنتا ہے۔ تو لوگوں کا یہ موقع پرست اور جھوٹلے آدمی کے دھوکے میں مگر زدہ آنا چاہیے۔ کیونکہ غیبت صریعی کی مت ختم ہونے اور آخری سیفی اور ناسیب خاص امام زمانہ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت کا رابطہ اور تعلق خاص مناسنہوں (نواب خاص) کے ذریعہ منقطع ہو چکا ہے اور حضرت ولی عصر علیہ السلام کی طولانی غیبت کی مدت شروع ہو چکی ہے۔ اس دوران اس حضرتؐ کا ناسیب خاص کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن حضرت مہدی عجلی اللہ تعالیٰ فرج کے بہت سے چاہنے والے جو آپ کے عاشق و گروہ میں اور آج بھی ہیں اور آپ کی یاد سے ہمیشہ اپنے دل کو آباد کئے رہتے ہیں، ان کی جدائی میں ہمیشہ آنسو بہاتے رہتے ہیں اور ان کے قیام والغتاب کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرت کی علاوه کسی اور سے کوئی امید نہیں رکھتے، صرف خدا سے حضرتؐ علیہ نبہور کے طالب ہیں اور اسلامی احکام پر عمل بیڑا رکھلئے آپ کو ان حضرتؐ کے دوستوں میں قرار دیتے ہیں۔

بے شک امام زمانہ علیہ السلام بھی ان دوستوں اور چاہنے والوں سے غالباً نہیں ہیں کیونکہ لطف و کرم کی صورت میں دوستوں پر نظر رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ حضرتؐ کے پریور چہرے کے دیدار سے شرف کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن کیا وہ امام زمانہ علیہ السلام کے اوصاف کو بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں؟ کیا وہ نلمت سے دائرہ تحریر میں لائے

المتنظر

حضرت علیٰ کو راضی و خوشنود کر دیا اور ان کے دیدار مبارک سے موقن و کامران ہوتے۔  
اگر ہم بھی ہمدردی دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پادیں رہیں، ان فراودی اور ماجی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں، اگر ہم اپنے آپ کو گناہوں اور مرد قسم کی برائیوں سے دور رکھیں، اگر ہم ان حضرت علیٰ کی زیارت کے لئے اپنے آپ کو پیاسا بنائیں، اگر ان کے عالمی قیام الفلاحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اگر وزانہ ان پر درود و سلام بھیجیں، اگر جنت بھرے دل، عشق سے مرشد دل اور ان حضرت سے شدید تعلق دلگاڑ رکھنے والی روح پیدا کریں۔ اگر ان حضرت علیٰ سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل رہیں اور اگر ہم اپنے پورے و بزرگ کے ساتھ ان حضرت علیٰ کے دیدار کی تہذیب کریں، دل کی گھر ایوں سے ان کے ہوں اور ان حضرت علیٰ کی توجیہات اور ان کے الطاف کریمانہ کے حقدار بن جائیں تو قوی امید ہے کہ اس دلی خدا، دلیز مصطفیٰ جگر گو شہ علیٰ مرضی اور فرلنگہ فاطمہ نبیر کے دیدار کی نعمت سے ہرہ در ہوں گے۔

اس مقام پر ان حضرت کے دیدار مبارک کے ایک پیاسے کا واقعہ بیان کریں تو یہ محل نہ ہو گا۔ یہ واقعہ علامہ علیٰ بن شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہوئے امامہ ہبہ کی علیہ السلام کے ایک عاشق سرگشتم کا پرسرواقہ، جس کا نام ابی اسماعیل مہزار تھا جو ہمدردی نہ ہائے دیدار کی لگن میں دنیا کو بھلا بیٹھا تھا۔ وہ جا شور واتہ کو کچھ اس طرح ہے جسے ہم خود اس کی تربیتی نقل کرتے ہیں:

ایک سال میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں تحقیق کر لئے ہوئے کا سفر کیا۔ میں کچھ بھی نہ معلوم ہو سکا۔ چھر کہ بہادر بھائی بھی اپنے گم شدہ کے پانے کی ذکر میں رہا کہ کوئی بخرا تھا اُسے۔ ایک دن خانہ نگہ کے طواف کے دوران ایک خوبصورت اور گندی رنگ کا جوان کی طرف متوجہ ہوا، جو مجھے یک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ میں اس امید میں کہ شاید وہ مقصد تک پہنچنے میں میری مدد کرے اس کی جانب پکا۔ اسے سلام کیا۔ اس نے بہت اچھی طرح جواب دیا، پھر یوچا: تم کیا کے رہئے والے ہو؟ میں نے کہا اہواز کا، غرض کا اس طرح سوال و جواب ہونے کے بعد مجھ سے کہا کہ میں متbarsے امام زمانہ کی طرف سے متbarsے پاس آیا ہوں اور متbarsے مشرفت ہو جاؤ اور اپنی آنکھوں کو ان حضرت کے جمال سے منور کرو تو میرے ساتھ طائفت تک چلو، لیکن اس سفر کا پانے دوستوں سے پوشیدہ رکھو، میں اس کے ساتھ طائفت کی طرف روانہ ہوا، ایک بہت بڑے ریگستان سے لگز رہا تھا کہ اتنے میں دور سے ایک خمیہ نظر آیا جس کے نزد سے پوشیدہ رکھمگا رہا تھا۔

وہ جوان خمیہ کے اندر گیتا کا میرے لئے خمیہ میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرے۔ دفتاری میں نے دیکھا کہ ایک ہشاش بشاش بزرگ اپنے بے شال وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، ان کا حسن ناقابل بیان تھا، میں انتہائے شوق کے ساتھ، نیم دیوانگی کے عالم میں ان کی طرف دوڑ پڑا، ہاتھ پر ہر دوں کا بوسہ لیا۔ ان بزرگوار نے فرمایا: «تیرا آنا بارک ہو، اس وقت سے میلے اس ملاقات کا وعدہ کیا تھا، میرے اور تیرے درمیان دلی تعلق برقرار ہے، لاست کی دری اور ملاقات میں تاثیر کے باوجود ہمیشہ تجوہ کو اپنے نظر میں جنم رکھتا تھا۔» پھر ایک طویل گفت کرتے ہوئے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا تھا: اے فرزند! جو لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی اطاعت و پیری میں کوشش رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بغیر نہیں ہنسیں چھوڑتا کہ وہ بندوں کے لئے نور علی ہو اور.....»

ہیں؟ کیا کاغذ کے صفحات پر ثبت کر سکتے ہیں؟ گلارنڈ ہجاتا ہے، آنسو دل کا سیلا بائکوں سے جاری ہجاتا ہے، باہر نہ رنے لگتا ہے، قلم حركت میں آئنے سے قامر ہجاتا ہے، کیا ان حضرت کی پوچش نگاہ اور ان کے دل میں بیٹھ جانے والی سکریٹ جو بڑے بڑے بہار دل کو نہ سے میں راتی ہے تو جملہ ادی کا دل رکھ کر وہ کیا کر سکتا ہے؟ ایک عاشق کا دل ایک والدوشی کا تلب، ایک شیفہ دگر دیدہ کی روح چکریں آجاتی ہے۔ ایسے اپنے نفس انسان کی روح جو اپنے محظوظ کو کھو کر سرگرد داں، پریشان حال اور جسمہ انتظار ہی ہے کیا اسے والم و فرقہ منظر کی حالت کو تصور کی قید لا جاسکتا ہے؟ کیا آپ سے یہ مکنہ ہے کہ پیاس کی شدت سے ہے چین پیاسے شخص کی حالت کو خالی میں مقید کر کے بیان کر سکتے ہیں سے؟ الفاظ خط، تحریر، نقشہ، پڑھنا، لکھنا، کوئی چیز بھی تو پیاسے کی گیفت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ایک دن اولیٰ راست پانی نہ پین۔ جب پیاس سے ہوں گے تو پیاس قبھر گی ملک کم درجے دل، اس کے بعد بھی آپ پانی نہ پھینے، پیاس اور بھی بڑھ جائیں گے، ایسا عسوس ہو گا کہ جگر چھپنک رہا ہے ہے تابی بڑھ جائے گی، اس پیاس کی بے چینی میں ایک گلاس پانی کے لئے اسی قدر عشق و دلیانی ہرگی، کس طرح آپ پانی کے پھینے پھر ہیں گے جہاں بھی جائیں گے پانی میں گیس کے جسد کے پاس بھی ہو گیں گے آپ کا ہلا سوال پانی کے لئے ہو گا۔ ہر خالی گلاس کیا سیال چیز سے ہمارا تن دیکھیں گے تو نہ ایک گھونٹ پانی کا خالی آئے گا اور اسے اٹھا لیں گے۔

اب اگر آپ گھر شہزادگاڑی سے بھی دور ہیں، اس پہنچنے دن کی پیاس میں، ایک پیشہ ہوئے چوڑا، ایک تاحدنگاہ پھیلے ہوئے ریگستان میں پھر چکنے تو کیا حال ہو گا؟ کس طرح پانی کی تلاش میں دیوانگی سے بھی زیادہ سرگرد داں ہوں گے؟ دعا کریں گے، زبان تالو سے چک جائے گی، حلاقت گفتار جواب دے چکی ہو گی، سینے سے نکلنے والی ہر گرم سائنس کے ساتھ جلبی ہوئی انتہائی اڑزو ایک نظرہ آپ کی ہو گی، آنکھیں آسمان کی طرف، شعلہ برساتے ہوئے اسماں کی طرف، پپڑاٹے ہوئے ہنٹوں پر خالی کی شکلی میں، تصور کی صورت میں دعا لکھی گی، مالک رحم کر، مولا کرم کر، بادل کا ایک لکھ پیدا کر کے ان خشک ہنٹوں پر اور بھنستے ہوئے جگہیں پانی کے چند قطرے ڈال دے انتہائی اڑزو اندھن جنت نہ دوزخ نہ کتاب نہ ایمان نہیں اور اس ایک قطرہ آپ کہیں سے بھی، اسی طرح بھی۔

اس کا شام ہم اپنے سان انہی کے دیدار کے پیاس سے ہوتے، دیدار کے پیاسے، اس محظوب خدا کی زیارت کے پیاسے، چشمے کی تلاش میں جاتے، اس آپ حیات کے چشمے کی تلاش میں، اس لطف خدا دنی کے چشمے کی تلاش میں، جس کے چہرے کی زیارت دلوں کو زندگی عطا کر تھے جس کی پر نور آنکھوں کی لفڑ، دلوں کو خوش و خرم اور شاد ماں رکھتی ہے، انسانوں کو جان عطا کر تھے، امید دلاتی ہے، روح بخشتی ہے۔ کیا کہنا ان افراد کا جنم سے اس لذراہی کا دیدار کیا، لکھا خوش قسمت تھا: «اما عیل ہر تلی۔» جو اپنے پر کے زخم کے شفا کے لئے ان حضرت کے دیدار سے مشرت ہوا، کتنی اچھی تقدیر تھی، «علامہ بزر العلوم» کی، جس کے گھر میں حضرت علیٰ تشریف لائے۔ اور ان حضرت کے حضور کے حیات بخش سرچشمے سے روح حاصل کی، کس قدر خوش بخت تھا ابراہیم ابن ہزیار، جو اس محظوب الہی اور مظلوموں کے مددگار کی زیارت سے سفر ازدواج کیا خوش نصیب تھے وہ لوگ جنمونے ان حضرت عجل اندھی تھے فوج کے احکام کے مطابق پوری زندگی سرگردی، اور انہوں نے اپنے پاکیزہ اعمال سے

اگر امام زمان علیہ السلام کا دبوجو مقدس چاہے وہ پر دُه غیبت میں بھی نہ ہوتا تو سورج تاریک ہو کر رہ جاتا، چاند کا نام و نشان نہ ملتا، بادل نہ برستے، دریا اور سمندر سو کھجاتے انسان نا بود ہو جاتے، زین بکھر کر مددوم ہو جاتی اخلاق صریح کہ تمامی موجودات اور مخلوقات نیست دنابود ہو جاتی۔ اگر ہم زندہ ہیں اور حیرت کرتے ہیں، اگر نہیں، چاند، سورج باقی ہیں تو حضرت ولی عصر حجۃ بن الحسن عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف کے دبوجو مقدس ہی کی خواطر باقی اور موجود ہیں۔

ای بنابری تمامی عالم ایک بدن کی مانند ہے جس کا دھڑکنا ہو ادل امام زمان علیہ السلام کا دبوجو ہے، اگر دل نہ ہو تو سارا بدن مردہ ہو کر بکھر جاتے۔ اگر حضرت مہدی علیہ السلام نہ ہوتے تو ساری کائنات نا بود ہو جاتی۔ بدن کے جس حصے کا تلقن دل سے زیادہ ہوتا ہے وہ زیادہ شاداب ہوتا ہے اور جس حصے کا تلقن دل سے ختم ہو جاتا ہے اس تک خون ہی نہیں پہنچتا اور وہ فاسد ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔

ای طرح جو شخص امام زمان علیہ السلام کی یاد میں رہتا ہے، ان سے محبت رکھتا ہے، ان کے احکام کی اطاعت دپر دی کرتا ہے، وہ خوش نصیب اور سعادتمند ہے اور جو شخص حضرت ولی عصر عزیز کوئی لاطیب نہیں رکھتا، ان کے احکام کی طرف دھیان نہیں دیتا، ان کے ظہور کے لئے دعا نہیں کرتا، انہیں کبھی یاد نہیں کرتا وہ جسم کے اس حصہ کی مانند ہے جو ناسد ہو کر مردہ ہو چکا ہے اور وہ منزل فضیلت دعawat تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

## [ دعا اور ظہور کی التجا ]

غیبت کے تاریک اور طوفان کے مارے ہوئے زمانے میں صرف انہیں لوگوں کو رہ بخات اور خوش نیبی ہاتھ آتی ہے جو مسلسل امام زمان علیہ السلام کی یاد میں مصروف رہے ہیں ان حضرت کی جدائی میں ہر دم آشوبہ رہتے اور ان کے ظہور کی دعا کرنے رہے نیز پسے یہکے اعمال سے ان حضرت کے وجود پر لقین کرتے آئے ہیں۔

صادق اول محمد علیہ السلام عبید اللہ بن سنان سے فرمایا:

”امام علیؑ کی غیبت کے زمانے میں اسی شخص کو بخات ملے گی جو دوستی ہوئے ان ان کی مانند دعا کرے گا۔“

کیا تم ڈوبتے ہوئے انسان کی حالت کا تصور کر سکتے ہو؟

سمندر طوفانی ہوتا ہے تو بھائیک نہیں کشتی کو اللہی پلٹتی رہتی ہیں، بادلوں کی خونداں گرج روزہ بدنام کر دیتی ہے، پانی شدت کے ساتھ برستا رہتا ہے، چاروں طرف انہیں چھا جاتا کہ شستی طوفان کے درمیان پانی کے شدید تھیڑوں کے سبب پلٹ جاتی ہے، کشتی پر سورا لوگ گھبراتے اور بیٹھنی کے عالم میں سمندری اگر جاتے ہیں، یہ بھرپے کنار اس اذن کو بھرپوں کے بھوپوں کی بھومی میں ڈبلتا اچھاتا مرت کے ہوئے کر دیتا ہے۔

یہ انسان جو سمندر میں طوفان میں پھنسنے ہیں، جن کی کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے اور سمندر میں گر کر ہر دل کے درمیان ڈوبتے اچھلے ہیں، انہیں کوئی بخات کا کر دو بنے کی حالت میں ہیں۔ آپ ہی سورج کے یہ لوگ اپنی بخات اور سلامت کی دعا کرنے کے سر طرح ہوں گے اور کیسے خدا کو پکارتے اور اس کے حضور میں گر گز اک ارجمند بخات کرتے ہوں گے؟

ایک عاشق امام شیعہ، غیبت کے زمانے میں بخوارت کی بھرپری اور ڈراوی نہ ہوں کے لیے طوفانی سمندر کے درمیان، انسانی معاشروں کی تاریک فضائیں اپنی خوش نیبی اور سعادت کی کشتی کو مٹکے ٹکڑے دیکھتا ہے تو دل کو اپنے آتا اور امام کی جدائی میں

ابا یام بن مہریار کا بیان ہے: ایک دن تک میں حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں شرث رہا اور ان حضرت سے روشن حقائق، اولاد احکام اور کثرت سے علم و حکمت کی باتیں سیکھیں اور جو باتیں خدا نے عروجی نے ان کے گھر باری سینے میں ودیعت فرمایا تھا ان سے کثرت سے استفادہ کیا۔ اور آہ پھر چنچے کی اجازت چاہی۔ جب میں نے چلنے کا راہ دیا اور حضرت کی خدمت میں پہنچا تاکہ حضرت سے تجدید یعنی کر کے اخراجت کی اجازت لول آپ نے فرمایا: ” خداوند عروجی علیے بھی کوتیرے لئے آسان کر دیا، پُر برکت بنایا اور مجھے صاحب افراد کے پہترین ثواب پنے خاص بندوں کی جزاً محنت فرمائی ہے۔ ساری چیزوں اسی سے ہیں اور چاہیے کہ اسی سے طلب کیا جائے۔ خداوند عالم مجھے اپنی وافرانعمتوں اور سلامتی و خوشحالی کے ساتھ تیرے دستوں تک پہنچائے اور تیرے لئے راستہ دشوار نکرے، میں مجھے خدا کے ہولے کر تاہوں، اشارہ امداد کے سائیں لطف کرم میں، مجھے کوئی خطرہ نہ لاحظ ہوگا۔“

ابا یام بن مہریار کہتا ہے: میں حضرت مہدی (علی اللہ تعالیٰ فرج الشریف) سے رخصت ہوا، خداوند متعال کا بے حد شکر گزار خفاک پنے حقیقی مقصد تک پہنچنے میں بیکار رہنمائی کی اور ساقیتی اس بات سے بھی واقعہ ہو گیا کہ خداوند عالم اپنی زینت کو کسی وقت بھی امام معصوم سے خالی سچوڑے گا۔ میں نے اس ولقائے کو صاحبان یقین و ایمان کی نظر و بصیرت میں مزید اضافے کے لئے تقلیل کیا ہے۔

## [ زمانہ غیبت میں امام زمان سے فائدہ ]

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ زمانہ غیبت میں امام زمان علیہ السلام سے کیا نفع ہوتا ہے؟

یہ درست ہے کہ امام زمان علیہ السلام خدا سے علم دنانے کے حکم سے، لوگوں کی نہاںوں سے پوشیدہ ہو گئے تھیں اس کے باوجود تمام انسانوں کی زندگی اور کائنات کے وجود میں مشتبہ اور ایم اثر پایا جاتا ہے۔

آپ نے یقیناً ابراً کو دلوں کو دیکھا ہو گا۔ کیا ابراً کو دلوں میں جیکے سورج بادلو کے پھیپھیتے ہوئے ہی کو دکھائی نہیں دیتا یہ کہا جا سکتا ہے کہ سورج سے لوگوں کو کوئی نالہ نہیں پہنچتا؟ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابراً کو دلوں اور انہیں راتوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا، ہرگز نہیں، ہم جانتے ہیں کہ وہ ابراً کو دلوں بھی سورج ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ بادل آسمان کو چھپائے رہتے ہیں اور سورج کے پر نور جسے کوئاں نظر وہ سے چھپا کے ہوئے ہیں، میکن اسی نظر وہ سے ہوئے ہیں، یہی ہم تک پہنچنی رہتی ہے اور اسی کی روشنی ہر جگہ چل کر دنیا میں اچالا چھیلاتے ہوئے ہے۔

غیبت کے دلوں میں بھی اگرچہ امام زمان حضرت مہدی علیہ السلام کے مقدس اور تاباہک و بخود کا سورج غیبت کے بادلوں کے پھیپھیتے اور دکھائی نہیں دیتا یہکے ان کی محبت اور لطف و کرم کا نور ہر جگہ جلوہ رہے اور پوری کائنات کے وجود کو دوام بخشے ہوئے ہے۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات نہ باتی رہتی، اگر وہ نہ ہوتے تو سورج کے گردیں کی گردش نہ ہوتی، خداوند عالم نے انہیں حضرت عبیل اللہ تعالیٰ فرج کے لئے پیدا کیا، انہیں حضرت کی خاطر تمام انسانوں کو خلافت زندگی بخشائے، دنیا کو تائماً رکھا۔

کہ دوسرے، وہ تو گیر بھیجاتے دیانتے والا ہے، اس کی پادتمام شکل کی لگبھن کھونے داں  
بھے تکم کا ہی بیوں کارہ، سخنے غریب کی روز ماننے غیبت میں ہم دعا کریں، اس کے نتے انت  
مخفیاتی اجنبیں، جو ان بیش تیہت مخصوصیں علیہمِ سلام کے مقدس کلمات کا ذخیرہ ہے، اس  
کی طرف رجوع کریں، جب ہم اس گروں بھائیوں کو تکھریتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ موت کے لئے  
ایک دعا خاص طور پر درد بھری ہے، اس دعا کا زمانہ، دعا ماننے علیہ صد مرکے زمانہ غیبت  
فی دعا ہے، اس دعا کے جزو جملے منحصرے طور پر قتل کرتے ہیں:

اللَّهُمَّ عَرِفْنَا فِي نَفْسَكَ

خداوند مجھے پی ذات کرائی کی مرفت عطا کر،  
 فَإِنَّكَ لَمْ تُعْرِفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ رَسُولَكَ  
 یکوئکہ اگر تو نہ اپی مرفت نہ کرذ تو تیرت پیغمبر صاریح کو نہ پہچان سکوں گا۔  
 اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ

فَإِنَّكَ لَمْ تُعْرِفْنِي بِنِيَّكَ لَمْ أَغْرِفْ حُجَّتَكَ  
 لَيْكَنَّكَ أَنْتَ الْأَنْجَوْنَى لَوْلَا كُنْتَ مُحَمَّداً لَمْ يَكُنْ  
 اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ

پر در دگار انواعی جھت کی مرنت کی توثیق دے۔  
**فَأَنَّكَ لَمْ تُعِرِّفْنِي حِجَّكَ صَلَّتْ عَنْ دِيْنِي**  
 یوں کہ اگر تو مجھے اپنی جھت کو نہ بخواہے گا تو ایسے دن میں مگرہ ہو جاؤں گا۔

امام زمانہ علماء و فقہائی کے سلسلے میں فرماتے ہیں :-

أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا  
إِلَى رَوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّةٌ عَلَيْكُمْ  
وَإِنَّا حَجَّةٌ اللَّهُ عَلَيْهِمْ الرَّادُ عَلَيْهِمْ  
كَالرَّادِ عَلَيْنَا وَالرَّادُ عَلَيْنَا كَالرَّادِ

عَلَيْهِ اللَّهُ

یعنی: نئے نئے حالات و واقعات نہ پھر میں آنے پاں کے بارے میں ہمارے لا اور یا ان حدیث کی طرف رجوع کرو گیونکہ وہ تم پر میری جنت ہیں اور میں ان پر اندھہ کی جنت ہوں، ان کا حکم ٹھکرانے والا میرے حکم کا ٹھکرانے والا کی مانند ہو گا اور میرا حکم ٹھکرانے والا اللہ تعالیٰ کے حکم ٹھکرانے والا کے مثل ہو گا

بے چین اور پریشان یا تاہمے اور بغیر کسی دکھ و سے ادر ریا کاری کے خلوص کے ماتحت، دل کی گمراہیوں سے چیخ اٹھتا ہے:

ایت بقیّةُ اللہِ؟ کیاں ہیں امام زمان اور آئشوں کی دھارہ اور دل  
سے لفٹنے والے دعویٰ کے درمیان کہتا ہے:

کیا ہے کہ اس کے چاہئے والے ہوتے ہوئے اس کے ظہور کی دعائے کریں اور اس کی آزاد پر سبک رکھیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ وہ لطف دکرم اور احسان و عنایات کا سرچشمہ ہے، وہ سخا دست رعایا کا منبع ہے عین طسوں الک شخصیت ہے، وہ الک یعنی، آقا در خداوند عالم کی رحمت کا دروازہ ہے۔

مشهور ادیعِ عظیم المرجعیت شیعیہ عالم و مفکرِ توحیم سید ابن طاوس رحمۃ اللہ علیہ اپنے  
بیٹے اور تمام شیعیان اذل محمد علیهم السلام کو پیغمدیتے ہوئے نہ راستے ہیں :

بہت سے لوگوں کی بھاری تعداد ایسی ہے جن کا کردہ ارادہ جن کی لفڑوں ان کے زمانے  
کے امام کے بارے میں، ان کے عقیدوں سے میں بھیں کھاتاں۔ ان حضرت عجیذ ذات اقدس  
کے بارے میں ان کا عقیدہ پختہ ہے اور ان کے نسبت پر قصیٰ عجی رکھتے ہیں یہاں لفڑوں اور  
علم کے درست۔ ان کی یاد اور ان کے خوبصورت انتظار کو فراموش کر دیتے ہیں مثلاً کوئی  
شخص حضرت عجیڈ کی امامت اور ان کے نہود پر مستفاد گھٹلہ ہے، الگاں کا درپیش کسی اداہی بیز  
سے باخدا ہو سکتا ہے یا دینی امور میں شکست کھانا ہے تو اس کا دل پرے طور پر اس  
چیزوں کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اسے چینی نہیں آئاسی صورت سے سکون بھی پاتا، اس  
سازی طاقت اپنی دوبارہ حاصل کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ وہ مسلسل اسی گم شدہ  
روپے اور ہاتھ سے جاتا رہتے والی نادی چیز کی داہی کے سامنے اس کی تلاش میں لگا رہتا  
ہے، یہاں کیا ان پست اور بے قیمت چیزوں کے حصوں میں جس قدر کوشش رہتا ہے،  
لبھی اس اپنے اس عزیز ترین نام، آتا، بالک ولی نعمت، دنیا کی اصلاح کرنے والے  
کافزوں کے نابود رئے دلتے، چاہئے دلوں کے روح ردار اور جان دول المزمالة  
علیٰ السلام کے دیوار کے سامنے بھی اس تقدیر جد و جہاد و رُور و تھوپ کی ہے؟ پھر کس طرح آپ کی  
امامت پر اس کا اعتقاد ہے اور اس کے ظہور کا انتظار ہے؟ اور یہ کس قسم کا دعوایے درستی و  
دلایت اور قدراً کاری کا جذبہ ہے؟

یقیناً، اسے لشنا چلہیے، اس کو پیاس کا احساس ہونا چاہیے، اس کا فریضہ ہے کہ دوپنی کے پہنچ جائے، اسے سمجھنا چاہیے وہی تہبا ایسا ہے جو پیاس کو سیراب کرنے والی ہے۔ آجی سب سارا ہے، دھوکا ہے، فرس ہے، مخادر گستہ ہے، وہی تہبا درد

# امام زمانہ علیہ السلام کی طولانی عمر

میں ضعیفی اور بڑھا پا آہی نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ خود وہ جانور جن کے بدن سے دہ مارے لشکرے میں وہ زیادہ دنوفٹ تک زندہ رہتے ہیں۔ انہوں نے جزوی ترقیوں میں اپنی آرماش اور تحریر کو شروع کیا اور بڑی ترقیاتی اور سببیت کی مشکلات کو دور کرنے کے بعد درج ذیل باتوں کا انشتافت کرنے میں کامیاب بوجائے۔

۱۔ جب تک زندہ خلیوں کے لئے کوئی ایسا اتفاق پیش نہ آجائے جیسے ان کے غذائی مواد میں کسی یا جو ایم کا ان میں داخل ہو جانا جن سے ان کی صحت و افع ہو جائے ہے تو وہ بیشہ زندہ رہے رہے گے۔

۲۔ اس کے علاوہ خلیے زندہ رہتے بھی ہیں اور ان فی نشوونما بھی ہوتے ہیں اور ان میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ خلیوں کے لئے جو غذا ہی فراہم کی جاتی ہیں وہ ان کی نشوونما اور ان کے اضافے کی کاپ بوجائے۔

۴۔ نہ لئے کہ ان کے لئے کافی پروپرٹی نہیں پڑتا اسی طرح وقت کے لگرنے سے ان پر بڑھایا اور کم زندگی فارسی ہوتی۔ یہاں تک کہ ان پر بڑھائے کام محدود صاحبی اثر نہیں نظر آتا بلکہ دوسرے سال ٹھیک نہ شدہ برسوں کی طرح نشوونما اور ازیزت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

جب وہ خلیے جن سے انسان بناتے انسان فی بیضیت ہوتا ہے تو پھر سوچ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کیوں مرتا رہتا ہے اور اس کی مدت عمر نام طور پر سو سال سے زیادہ کیوں نہیں دلت۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حیوان اور انسان کے جسم کے حصے ان گفت ہو اکرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف بھی ہو اکرتے ہیں اور ساتھی ان کے دریناں میں طور پر اپنے بہتر افراد بہتر رہتا ہے۔ یہ رابطہ اس اندرا میں ہوتا ہے کہ ایک کے زندہ رہنے کا علومند دوسرے کے زندہ رہنے پر ہے۔ بعض جھوٹوں کی کم درست انسان اور حیوان کے جسم کے تمام جاذبیت کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ اچانک مریض جراحتی کے حملہ کے اثر سے واقع ہوتی ہیں۔ یہ وحسرے سے ہے کہ سبب کہیا پر زندگی افسوس ادھر سے اس کے زندہ رہنے پر ہے۔ بعض جھوٹوں کی کم درست انسان اور حیوان کے جسم کے تمام جاذبیت کا سبب سترہ سکی سال تک پہنچا نہیں ہوا رہتا، کہ صل سبب امراض اور عار خیہے ہو اس تھیں جو اسی عضو پر حملہ گر کئے ہے بہادر بادیتے ہیں اور جو کہ اس عضو کی موت سے تمام اعضا کے اس کا انتہا ختم ہو جاتا ہے اس کا لئے دیگر تمام اعضا کی موت داتھ ہو جاتی ہے۔

اس نے اگر سانش ان عارضوں اور بیماریوں کا خاتمہ کر دے یا اس کے اثر سر نے میں کوئی رکا دٹھ کھڑی کر دے تو پھر طولانی عمر کی رہ میں کوئی رکا دٹھ جو دیشیں نہیں آئیں گے۔

اس بنا پر جب ہم نے یہ جان لیا کہ طولانی عمر نامکن یعنی نہیں اور اس میں کسی قدم، پروپر اشکال بھی نہیں کہ خداوند قادر یا کہ شخص کو ہزاروں سال صحیح و سالم رکھ سکتے ہے کیونکہ طولانی عمر کے شرط کی تضمیں دستributed جعل کے دست قدرت میں ہے۔ وہ اس پر جو کسی پوری قدرت کو کھاتا ہے کہ وہ ایسا دوسرے انتظام دیجود میں رکھتا ہے جو موجودہ نظام پر عالمہ ہے۔ جیسا کہ جلد معرفت میں اس کی قدرت کا مذوق نظر آئی۔ یہیں خدا کے قدرت سے ایسا جناب ابریشم سے میں اُنہاں سر درج ہے۔

یوں تو مسلمان کی اکثریت حضرت حجتؑ کے وجود باسود میں اس نئے منکر سے کہ ان کے خالی میں کسی انسان کا اتنی طولانی عمر نہیں۔ ممکن ہے اپنے بیٹے اور بیٹن لئنی جی کے ہی فرمادا میں کے حضرت عقیدتؑ کے وجود کو مان لیتے ہیں میں علمی اور عقلي اعتبار سے اتنی طولانی عمر کو ہر طالبِ حکایت میں تصور کرتے ہیں۔ یہیں۔ اس تین کے درمیں خاص طور پر اس موضع پر جملہ ہر دو تحقیق کا ایک نیا باب کھلتا ہے کسی اُندھی کی طولانی عمر نامکن ہاتھیں رہ گئی یونکہ اوس تو قرآن جو ایک آسمانی کتاب ہے وہ میں اسکے طول عمر کے شواید پیش کرتا ہے۔ جیسے حضرت فرج علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر بہت طولانی تھی جنکے آپ کی صرف بیشتر عمر سارے ہے لاؤ سوال کی تھی جنکے مدت دلارنک کار سالات انجام دیتے رہتے۔

اس کے علاوہ آج، ہر ہی حیات سے جو تحریرات تحریر کا جوں میں ہے اور جو تحقیقات کیں ان کی بنیاد پر جی ٹوں عمر کے ممکن ہوتے کہ تائید ہوتی ہے۔ جانشی بعض سائنسدان اسی نتائج اور دواؤں کی دریافت میں مصروف ہیں جن سے وہ انسان کی عمر کو زیادہ طولانی ہتا سکیں۔

آیت اللہ الشیخ حجابت آنامی محمد الباقر الصدر طاہ طراہ رسالہ المفتضت خمارہ ۳۱۹۵۹ء سے ایک مقالہ اپنی کتاب "المبہی" میں نقل کرتے ہیں کہ خارس درج بنا قول یہ شاہکے عنوان سے پیش کرتے ہیں:

"معتبر اعظم سائنساؤں کا ہے، حیوان کے جسم کے تمام خلیوں میں اسی سلاحدادیت ہوتی ہے کہ وہ بیشہ زندہ رہ سیں اور انسان کے نئے بھی اس بات کا مکالمہ ہے کہ وہ ہزاروں سال زندہ رہ سکے اس شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا اقدام نہ کرے جس سے سر کی زندگی کا کرشمہ کھٹ جائے۔ اس سائنساؤں کی نسبتہ اندیزے یا خیال کے قوت ہے باسیں کہیں بکھر سائنسی تحریرات کے بعد میں تجھ پر پوچھتے ہیں.....  
ڈاکٹر مدد ویرن، جوں پن کسی یونیورسٹی کے پردیسیر ہے میں یہ بتاتے ہو جوچی ہے کہ اس انسان کے تمام اعضا کے رئیسہ مہیگی کی زندگی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ظاہری طور پر سب سے پہلے جس شخص نے مذکورہ تحریر کو حیوان جسم پر انجام دیا اس کا نام کاظمؑ تھا جیکوب سے وہ بتا۔ اس کے بعد داشرؑ درون وریسؑ نے یہ شرکیہ حیات کے ساتھ میں اس بات کو ثابت کی۔

"ایک چیزیکے جنینے تکار کو نہیں پانی میں رکھ رکھنے کو جانتے۔ اس قسم کے تحریرات پاہندہ ہی نئے ساتھ ہوتے ہے میں تک کہ داشرؑ ایکس وہ دوسرے تحریر کے نتائج سے وہ بتا۔ یہ زبان جزا پر تحریر کیا گی اس

# غفلت

کہتے ہیں مولائے دو جہاں، امیر المؤمنین والمتقین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جنگ صفين میں اپنے ساتھیوں کو معاودیے سے جنگ کرنے کی دعوت دی (خوارج کر) لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ طرح طرح کے ہنانے بناتے رہے، اور مدد کے لئے ہرگز نہ تیار ہوئے۔

”عجب غافل اور بے خبر انسان تھے وہ لوگ“  
کہتے ہیں امام حسن علیہ السلام نے معاودیے سے جنگ کرنے کے لئے، ساتھیوں کو مختلف فوجی کتوں کے ساتھ اس سے رہنے کے لئے بھیجا، جانے والوں نے اپنے آپ کو پیچ دیا اور اپنے امام کی نصرت نکی، منتشر ہو گئے اور حق کو ذمیں درستوا کر دیا۔

”عجب غافل اور بے خبر انسان تھے وہ لوگ“  
کہتے ہیں امام حسین علیہ السلام نے کوفیوں کی جانب سے اٹھاڑہ ہزار (۱۸۰۰) خطوط پانے بعد امت کی اصلاح کی نیت سے آمد ہو کر کوفہ روانہ ہوئے۔ لیکن صرف چالیس (۴۴) افراد اس بھاری جمیعت میں سے یہی نکلے ہیں جنہوں نے امام علیہ السلام کو اپنی مدد کا وعدہ کرتے ہوئے بلا یاختا، وفادار نکلے۔ ان میں سے باقی لوگوں نے خلیفہ خدا، جانشین پیغمبر، مجتبی علیؑ اور نور زنگہ فاطمہؓؑ سے رہا سلام اللہ علیکم کو ربِ بلا میں کیہ و تھا پھوڑ دیا، تاکہ مجتبی یا صفت اور ناجار انسان ان کے سبھ ماذین کو ملکوٹِ شکر کے کر دیں۔

”عجب غافل اور بے خبر انسان تھے وہ لوگ“

کہتے ہیں کہ امام سجاد علیہ السلام واقعہ اسیری اور دربارِ زیدی میں پیشی کے بعد مدینے پلٹ کر گئے تو وی لوگ ہبھیوں نے ان کے پدر بزرگوں کی مدد سے منہ مڑا تھا، ان حضرت کی سخت قریبی کی اور بڑے گستاخانہ انداز میں فرزند علیؑ حسین کو ڈرپوک اور بزدل کہہ کر سخت و سست کہا۔

”عجب غافل اور بے خبر تھے وہ لوگ“

کہتے ہیں امام محمد باقرؑ، ان کے فرزند امام صادقؑ، امام کاظم، امام رضا علیہم السلام خلفاء بنی عباس کے ظالم و کشمکشیوں، قید و بند، انظرنگی اور ہر قسم کی ہولتوں سے محروم کر دیئے جانے پر صبر کرتے رہے، لوگ بھی ان کی نصرت و مدد اور کمک سے کارہ کشی کئے رہے۔

”عجب غافل اور بے خبر تھے وہ لوگ“

کہتے ہیں کہ امام محمد تقیؑ، امام علیؑ نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام عباسی جبارہ اور ظالم خلفاء کی ستم رانیوں اور سختیوں میں رہ کر اپنی زندگی گذاری، ان کے ساتھی اور پیشے آپکو ان کا درست کہنے والوں نے ان کی مددی کوتاہی بتتی۔

”عجب غافل اور بے خبر انسان تھے وہ لوگ“

هم جب تاریخ کے صفحات پر اپنے عظیم المریت ااموں کو طرح طرح کی سختیوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے پڑھتے ہیں تونالہ وزاری کرتے ہیں، فرش عزاً پھلتے ہیں تو اس دور کے شہیوں اور مالاویوں کی بے غیرتی، ناقر ری اور ملازوں کی کناشکری اور کفرانِ نعمت پلانسوں کرتے ہیں۔  
لیکن ایک طرف تو اپنے اس زمانے کے امام جو حضرت مہدی علیہ السلام ہیں اور

جانبِ مومنی کے عصا کا اثر دھا ہو جانا، حضرت علیہ السلام کے ذریعہ مددوں کا زندہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ سارے مجرماتِ عادت کے خلاف ہیں لیکن خداوند عالم اپنی تدرست سے ایک دوسرے نظام و تجدید میں لایا اور سمجھ رہا تھا کہ تمام مسلمان بلکہ ہر دو نصاریٰ بھی ان مجرمات پر یقین رکھتے ہیں۔

بنابریں امام زمان علیہ السلام کی طولانی عمر کے باہمے میں کسی قسم کے اشکال اور شک و شبہ کی مجاہش ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے کہ اگر طولی عمر کو ناممکن جانیں گے تو چھ حضرت نوح علیہ السلام کی طولانی عمر کے باہمے میں تراکنی تصریح کے اور حیاتیات کے ماہرین کی جدید تحقیقی اور رائشتھا فات پورے طور پر پانی کے لاٹق نہ ہوں گے۔ اور اگر کہتے ہیں مکہ باتِ مکہ ہے میں عامِ نظری اور طبیعی نظام کے خلاف ہے تو اس کا جواب ہی ہو گا کہ امام زمان حضرت جنت بن الحسن عجل الش تعالیٰ فرج کی طولانی عمر کی انبیاء و علیہم السلام کے مجرمات کی طرح خدا کی مرضی اور حکم کے طابیں ہے جو بہر صورتِ موجودہ نظری اور طبیعی نظام کے خلاف ہیں۔ خلاصہ یہ یہ تو شخص خدا کے عروج و حل کی لئے نہایت تدرست کا قائل ہے اور بھائیا علیہم السلام کے مجرمات پر یقین و ایمان رکھتا ہے اسے ان حضرت عجل الش فرج الشریف کی طولانی عمر پر ذرہ برابر شک نہ کرنا چاہیے ورنہ تدرست خدا کے ان کارکے مراد ہو جائے گا جس سے اس کا ایمان اس کا عمل اور اس کی ساری نیکیاں ٹھانٹے اور برباد ہو سکتی ہیں۔ یہ شک۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَأَنْتَطِرْ وَالْفَرَجْ صَيْحَةً حَادَّةً مَسَاءً

امام صادق علیہ السلام:

تم لوگ صبح دشام ظہور کا انتظار کرو۔ (غیبت شماری ص ۱۵۸)

وَتَوَقَّعْ أَمْرَ صَاحِبِكَ لَيْلَكَ وَنَهَارَكَ  
فِيَانَ اللَّهَ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَكَانِ  
لَا يَشْغُلُكَ شَكَانَ عَنْ شَكَانَ

یعنی: رات و دن اپنے حاکم و آقا کی حکومت کی اسید رکھو،  
کیونکہ بے شک ہر دن اس کا ایک مزالاہی کام ہوتا ہے  
اور اس کی ذات کو ایک کام دوسرا کام سے غافل د  
کوتاہ نہیں بن سکتا۔

(مکیال المکارم، جلد ۲ صفحہ ۱۵)

الْمَتَنْتَظَرُ

نہ لئے کامام ہے، اس کے پاس جاؤ اور مسائل کا جواب اس سے حاصل کرو، مرحوم مقدس اردویلیؒ کا بیان ہے: میں مسجد کو فرگیا، پسند زمانے کے امام (مہدیؑ) کو دیکھا، ان سے گفتگو کی، اور اپنے سوال کا جواب لیا۔ (منتخب الائش)

## آیاتِ الہمیہ کے ذریعہ

### امام زمانہ کا تعارف

”هُدًىٰ لِّلْمُتَقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ“  
(البقرۃ : ۲ - ۳)

قرآن بادیت ہے صاحبان تقویٰ اور پیغمبر کاروں کیلئے، بوجیب پریمان لائے ہیں۔ حافظ سیمان قندوزی ”جفنی“ اپنی تاب ”سنبیع المودۃ“ میں اپنے اس ادعا سے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: جذل بن جنادہ بن جبیر بیوہ دی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ایک سوال کا جواب پانے کے بعد اسلام لائے۔ پھر انحضرتؐ سے ان کے اوصیاء کے بارے میں دریافت کیا۔ پیغمبر کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں ان (ادصیاء) کا نام گھونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

”... ان کے بعد (یعنی امام حسن عسکری سلام اللہ علیہ)، ان کے فرزند محمدؑ ہیں جو مہدی، قائم اور حجت کے نام سے یکارے جائیں گے۔ ان کے لئے ایک غیبت ہو گی۔ پھر خروج کرے گا جب خروج کرے گا۔ (القلاب لائے کا) تو رومے زین جس طرح ظلم و تهمہ سے بھری ہوئی اسی طرح عدل والضان سے پُر ہو جائے گی۔ لکھنے خوش نصیب اور لاائق مبارک بادیں وہ لوگ جو اس کی غیبت کے زمانے میں صبر اور ثابت قدیم سے کام لیں گے۔ لکھنے خوش نصیب اور لاائق مبارک بادیں وہ لوگ جو ان کی محبت پر اٹل، (حضرت مہدی اور تمام ائمہ علمیم السلام) رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے اوصاف خداوند عالم نے ای کتاب میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: هُدًىٰ لِّلْمُتَقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ“، حدیث کے آخر تک۔ (ینا بیع)۔

توں مؤلف: مقصود یہ ہے کہ ”متقین“، امام مہدی علیہ السلام پریمان و لقین رکھنے والے افراد ہیں اور غیب سے مراد خود وہ ”حضرت“ ہیں کیونکہ غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو پرانوں حوالس سے پوچیدہ ہو۔ جس طرح خداوند عالم پر غیب کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بھی پرانوں حوالس سے سمجھا جائیں جا سکتے۔ اور آختر ہبی غیب ہے۔ کیونکہ آخرت بھی پرانوں حوالس سے پوچیدہ ہے۔ بالکل اسی طرح امام مہدیؑ بھی غیب ہیں کیونکہ انحضرتؐ بھی زمانہ غیبت میں جیسے عام طور سے دیکھا جاتا ہے اور سچا نہ جاتا ہے نظرناہیں گے۔

المنتظر

جن حضرتؐ کے فیض وجود، ذی بحد فائدہ حاصل کر رہے ہیں، ان کی عنایتوں، دعاؤں اور علیہمی امداد سے مستفید ہو رہے ہیں دوسری طرف ہم شاہدہ کر رہے ہیں کہ ہمارے آقا و رسول حضرت جنت عجل ائمہ تعالیٰ فرج کا نامناہی بہت کم لوگوں کے ذکر زبان نک آتا ہے۔ ہم شیعیان آل محمد پسندی وقت کے امام کو ہمیں بھی چانتے، دن، بیتھے، ہمیں تیری کے ساتھ گزر رہے ہیں میکن اپنے امام علیہ السلام نہ سنتے ہیں اور نزیلے ہیں، نمازیں، دعائیں، توں کی جعلیں منقد کی جاتی ہیں، میکن حضرت کے وجود مبارک کے بارے میں بہت کم توجہ دیکھتی ہے۔ ان کے ظہور کی دل کی ہجرتیوں سے تمنا کا انہیا رضا شاید ہی کسی موقع پر کیا جاتا ہو کیونکہ ساری باتی تو رسکی ہو کر رہ گئی ہیں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ آئے والی نسلیں ہمیں ہمارے بارے میں کہیں کہ

”عجب غافل اور بے خبر انسان تھے، وہ لوگ ہے“

کیا ہم امیر المؤمنین اور امام حسن علیہ السلام کے ان ساتھیوں کو ملامت نہیں کرتے، انہیں برا بھلا نہیں کہتے جنہوں نے اپنے وقت کے امام کی نظرت اور اطاعت سے منور لیا تھا، مگر اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی سوچا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا؟ اگر قیامت کے دن خداۓ عز و جل ہم سے ہمارے امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں سوال کرے کہ تم لوگوں نے ان حضرتؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ تو اس کا جواب ہمارے پاس کیا ہو گا اور ہم اس کے ساتھ کیا خذر پیش کریں گے؟ ہم نے کب اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے وجہ دمہدؓ اور ان کی غیبت کو ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس سے میں ہم نے کیا قدم اٹھائے؟ اپنی کن نمازوں اور مناجاتوں میں ان حضرتؐ عجل ائمہ تعالیٰ فرج کی سلامتی اور ظہور کے بارے میں خداۓ حضور میں دعا کی اور گڑا کرائے؟ اور کس موقع پر سائنسی طریقہ کار کوپاکر شہزادوں کا منہ بند کرنے اور انہیں لا جواب کرنے کی کوشش کی؟ اگر ماں یا کوئی اور قریبی رشتہ دار سفر میں ہر اور ایک بہت سر کشہ دیکھیں تو جبرا دل کتنا دکھی اور رنجیدہ ہو گا، ہم ان کی سلامتی اور داپس کے لئے دعا کریں گے۔ کیا ہم لوگ امام زمانہ علیہ السلام کو اس قدر بھی نہیں چاہتے، ان سے آئی بھی محبت نہیں؟

”عجب غافل اور بے خبر ہم لوگ ہے“

حضرت مہدی علیہ السلام کے آباء و اجداد نے ان کی پیدائش سے پہلے ان کی یاد اور درح وستائش کی، ان حضرت کا نام تماہی سنتکر مودب کھڑے ہو جایا کرتے تھے، خدا کے وہ صالح اور محصوم بندے قائم آل محمدؑ (حضرت مہدیؑ) کے ظہور کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

اگر قرآن کوھولیں تو اس میں بھی ہمیں نظر آئے گا کہ خداۓ عجل و جل مختلف مقامات پر فرماتا ہے کہ غانلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ کب تک ہم اس سے غافل رہیں گے اس لئے آئیے، ہم طے کریں اور اپنے خدا سے دعا کریں کہ آئندہ ہمیں غفلت و بے خبری اور بے دفاعی سے دور کر دے، ہم حضرتؐ کے وجود کے لئے خداۓ عالم کے شکر گزار ہوں، اس کی بارگاہ میں مناجات کریں اور اپنی صورتوں کے اس سے طالب ہوں، مرحوم آئیت اللہ مقدس اردویلی صوفیان ائمہ علیہ کے حالات میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ”کبھی بھی بعض مسلموں کے حل کرنے میں مجھے مشکل درجیں آتی اور میں ان کے حل کرنے میں عاجز رہتا تو حضرت علی علیہ السلام کی صریح مبارک کے پاس جا کر پاناعرضہ پیش کرتا اور ان حضرتؐ سے مجھے مٹلے کا جواب مل جاتا۔ میکن ایک رات حضرت علی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ تم مسجد کو ذہب اور میزند مہدیؑ عہد دہاں موجود ہے، وہ تمہارے

ایپی ہستی اور اپنے دخود کو ان حضرت کی راہ میں پنجاہ در کرنے اور ان کے حضور میں جہاد کے لئے شدید میلان اور خواہش بغیر کسی بھروسہ اکارہ کے ہونا چاہیے۔

## فَإِمْنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الرَّذِيْ

### أَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَمْلُوْنَ خَيْرٌ

(تغابن : ۸)

لپس ایمان لاو خدا، اس کے رسول اور اس نور پر جسے اس نے نازل کیا خدا  
ان تمام چیزوں سے واقف ہے جو تم کرتے ہو۔

علام قبیسی نے نقل کرتے ہوئے بیان کیا:

حافظ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی سال تھے ہجری اپنی کتاب «الولایۃ» میں اپنے اسناد سے زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ہے کہ یہیں:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج سے پہلے اور غدر یخم میں اترے۔  
حالانکہ فلم کا وقت تھا، گرمی پوری شدت کے ساتھ تھی۔ تو برطے بڑے درخوش کھڑا  
جلنے کا حکم دیا جو شاخوں اور پتوں سے بھرے تھے۔ پھر کھڑے ہوئے اور آواز دی:-  
«نمایز جماعت، ہم لوگ کٹھما ہو گئے اور آنحضرتؐ نے ایک فصیح و بلیخ حظہ فرمایا۔ خطبہ  
کے ذکر کا آغاز کیا یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچنے جہاں آپ نے فرمایا:  
اے لوگو! امنو با اللہ و رسولہ و انسو الرّذی انسزا!»  
یعنی ایمان لاو اللہ، اس کے رسول اور اس نور پر جسے اس نے اطا۔  
پھر فرمایا: وہ لازم ہے بھر علی میں، اس کے بعد اس کی انشل میں یہاں تک کہ  
«قائم مہدی» پر منتشی ہو گا۔

## فَلَا أَقِسْمَ مِنَ الْخَنْسِ (تکویں: ۱۵)

تو مجھے ان ستاروں کی قسم۔

حافظ قند وزی خفیہ کہتے ہیں: خداوند عالم کے اس قول کے بارے میں کہ «فَلَا  
أَقِسْمَ بِالْخَنْسِ»، بانی سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے  
ہیں کہ آپ نے فرمایا: «خنس» وہ امام ہے جو غائب ہو جائے گا۔ یعنی ۳۴۶ ہجری میں  
ظهور سے غیبت کے عالم میں چلا جائے گا۔ پھر ایک جگہ کاتے ہوئے ستارے کی مانند  
ظاہر ہو گا۔ (بینا بیع ص ۱۵)

مؤلف: «خنس» کے معنی مخفی اور پوشیدہ رہنے والے کے ہیں۔ آیت کی تفسیر ان ستاروں کے بارے میں ہے لہجہ کچھنے کے وقت ان میں سے بعض نظر وہ سے اچھل ہو جاتے ہیں اور آیت کی تاویل امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہے کیونکہ جب خداوند عالم نے انہیں غیبت کا حکم دیا تو وہ غائب اور پوشیدہ ہو لگئے اور جب خدا انہیں ظاہر ہوئے کا حکم دیگا تو ایک تیر جگہ کاتے ستارے کی مانند ظاہر ہوں گے۔

یہ حدیث شریف امام محمد باقر علیہ السلام کے میراث میں سے اور ان حضرتؐ کے غیب کی باتوں کی خبر تھی اور بالتوں میں سے ہے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام سے مضبوطی کے سال سنتہ ہجری پہلی امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے غیبت کا بدیں غیبت واٹھ ہوتی ہے۔

(اولاً کوئی انہیں نہیں لیکھتا اور اگر دیکھتا ہے تو پھر تاہمیں۔ صرف ہبہ کہا یہے وگ ہیں جو ان کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مشرف ہوں گے۔)

## فَإِنْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَعَشْرَةَ عَيْنًا

پس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ (بقرہ: ۶۰)

علامہ کبیر سید باشمش بحری اپنی کتاب «غاية المرام» میں فقیہ ابو الحسن بن شاذان (شیخ فقیہ، ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان، «ابن شاذان» کے نام سے شہروار در شیخ مفید کے ہم عصر اور کتاب «الاصح دنائل النوادر» کے مؤلف تھے، اسی کتاب میں سو مناقب درج ہیں اور جو «مآہ مناقب» کے نام سے شہر ہے۔  
بمحض ثابت ص ۲۳۳) کی کتاب «المناقب المأة من طريق العامة» (غیر شیعہ ادیوں سے سو مناقب) جس میں اسناد کا ذکر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ:-  
میں نے رسول خدا (ص) سے سنا کہ آپ نے فرمایا (ایک طولانی حدیث شروع کریتے ہیں جو کافہ ہمارے میاگی ہے):

جس شخص کو میری اقدار، پروردی اور اطاعت خوش کر دے۔ پس چاہیے کہ ولایت (محبت، اطاعت اور سر برپی) علی ابن ابی طالب اور میری شل سے ہونے والے اماموں کو قبول کرے۔ کیونکہ وہ میرے علم کے خزانہ دار اور حفاظت کرنے والے ہیں یا اس موقع پر حباب بن عبد اللہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

اے خدا کے رسول! اماموں کی تعداد کتنی ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:  
اے جابر! خداوند عالم تم پر رحمت نازل کرے، تم نے مجھ سے سارے

اسلام کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: وہ لوگ تعداد میں پیشوں کے رابر میں جو موسی بن عمران کے لئے حارہ ہوئے تھے، جب انہوں نے اپنا عصا پھنس پر ملا رکھا اور اس سے بارہ چشمے ابلے تھے۔ (غاية المرام ص ۲۳۳)  
مؤلف: جہاں تک پیغمبر کرم کا سوال ہے آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے بارہ اماموں کو ان چھٹوں سے تشبیہ دی ہے جو قرآن میں نازل ہوا ہے اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردی کرتے ہوئے ہمہ نے ہمیں اس مقام پر ذکر کیا ہے۔

## يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَلَا إِنْطِ

## وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے وہ لوگ جو یہاں لائے ہو، صبر کرو، دفاع کرے رہو اور الاطلاق قائم کرو  
اور اللہ سے طرتے رہو، شاید کہ کامیاب و کامران ہو جاؤ۔ (آل عمران: ۲۰۰)۔  
حافظ قند وزی «خنس» اپنے اسناد سے امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم  
کے قول، «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَلَا إِنْطِ  
نَقْلَ كرتے ہیں کہ ان حضرت علیہ السلام نے فرمایا: صابر ہوا پسے ذرفن اور واجبات کی ادائیگی  
پر اپنے ذمتوں کی اذیت و آزار کے مقابلے میں ثابت قدم رہو اور اپنے امام مہدی مُنتظر سے  
لاظطہ قائم کئے رہو۔ (بینا بیع: ص ۵)

مؤلف: یعنی اپنے آپ کو (یا اپنی جانشی کو) امام مہدی علیہ السلام سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ اور مر بوڑھو۔ اور اپنی روح کو ان حضرتؐ کے ساتھ منکر کرو۔ اس  
جگہ میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ ان حضرتؐ کے دخود مقدس پرخواست یعنی ہوار

# ایک سوال

حضرت امام مہدی علیہ السلام کو «قائم» کے لقب سے کیوں پکارا جاتا ہے؟ لفظ «قائم» سے کس بات کی جانب اشارہ ہے؟ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض حضرات جب اس لقب کو سنتے ہیں تو کھڑے کیوں ہو جاتے ہیں؟

**جواب:** بہت سی روایات میں حضرتؐ کو «قائم» کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہاں تک بعض طاقت سلب کر لینے والے مواتع پر اور بعض ااموںؐ کے زمانے میں کھڑا یہی ظلم ڈھائے گئے کہ مصلحت خداوندی کے تحت الگہ مخصوصین علیہم السلام کو خاموش رہنا پڑا اور دنماش سے قاصر ہے تو وہ حضرت مہدی علیہ السلام کو یاد فرماتے ہوئے لہاڑتے: «ہمارا قائم آئے گا اور تمام امور کو ٹھیک کرے گا!»

قائم یعنی قیام کرنے والا، انقلاب بنا کرنے والا، اس امر کو پیش نظر کھٹے ہوئے کہ حضرت مہدیؑ کا انقلاب عالم گیر ہو گا اور پوری تاریخ انسانیت میں نہ تو ایسا انقلاب بھی آیا ہو گا اور نہ یہ کوئی ایسی حکومت قائم ہوئی ہوگی۔ جناب خیر حضرتؐ اسی لئے اس لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ پھر لوگ اس لفظ کو سنتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں یا زبان پر اس لئے کو جاری کرتے ہوئے اٹھ بیٹھتے ہیں، یہ ایک قسم کا محبوب اور ستح عمل ہے۔ اس سے احترام، وابستگی اور انتظار کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اس جنت خدا کے قیام والانقلاب کی یاد دلانا ہوتا ہے اور لوگوں کو ایک عملی بصیرت ہوتی ہے کہ ہر ایک کوچاہیے کہ کھڑا ہو جایا کرے اور ان حضرت کی نہضت اور انقلاب کا امیدوار بھی رہنا چاہیے۔ گویا اس طرح کھڑے ہونے والے نے اس عالمی اور معموم رہبر کے انقلاب کے لئے زمین ہموار کیا ہو تام بیویٹ، اماں، دنیا کے مظلوموں کی امید و آرزو ہے اور کائنات عالم کا دھرتا ہوادل ہے۔

یہ عمل خود امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ امامت میں بھی دوستہ ران اہل ہبہت علیہم السلام کے دریان مروج تھا۔ خانچہ روایت میں ہے کہ خلاسان میں امام رضا علیہ السلام کے حضوریں لفظ «قائم» کا ذکر کیا تھا اور امام رضا علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھ کر فرمایا: «اللَّهُمَّ إِنِّي فِي رَجَهٍ وَسَهْلٍ مَخْرَجٌ» خدا یا اس کے ظہوریں تھیں ذرا اور اس کے ظہور اور انقلاب کی لاد کو آسان کر۔ (اویس درسگاہ اور آخرین پیغمبر جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)

## خالق ملت

کیا قوم کے چہرے کی بدی ہوئی رنگت ہے  
جیسے کہناش کی، اسلام کو حاجت ہے  
اب مذہب و ملت پر کیا تبصہ دولت ہے  
زر کار لب سوں کی ہر بزم میں عزت ہے  
اس وقت ضرورت کا مفہوم شریعت ہے  
شاداں ہیں عدو ایسی آپس میں عدالت ہے  
تقریر کے کس بل پر مائل پر قیادت ہے  
پھر منزل ہستی میں، رہبر کی ضرورت ہے  
اس دور میں قرآن کی اتری ہوئی صورت ہے  
اے صاحبِ عصر آجا، اب تیری ضرورت ہے  
اے یتیخ بکف تیرے اس ضیطہ بھیرت ہے  
یعنی پتیخے دم سے قائم بشریت ہے  
کب سے اولیت ہے کب تک ابدیت ہے

پھر شدک کی زردی ہے کچھ غازہ بدعوت ہے  
ہر بات زبانی ہے ہر کام دکھاوے کا  
مجھک جاتے ہیں وہ سر بھی منسہ یہ جو اٹھتے ہیں  
کردار کی اب کوئی، وحدت ہی نہیں گویا  
ڈھلتے ہیں مسائل بھی، انداز طبیعت پر  
حیساں ہے روادری، غنیموں سے نیاز ایسا  
محمد و معلم ہے اک ہمدردی ملت میں  
نازکش ہے گناہوں پر، بدی ہوئی راہوں پر  
دم گھستا ہے مسجد کی، بے ربط فضاؤں میں  
ملت کے سنبھلنے کی امید نہیں کوئی  
تو دیکھ رہا ہے خود، ملت کی زبؤں حالی  
تو ہی نہ اگر ہوتا، انہاں کہاں ہوتا  
یہ راز بقا تیرا جلوہ ہی بتانے گا

تحقیق ہیں ملت کے اس دور کے سب رہبر  
تو ایک ہی رہبر ہے تو خالق ملت ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ كُنْ لِوْلَيْكَ الْحَجَبِ بِالْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ  
عَلَيْهِ عَلَى آبَائِنِّي فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ  
وَلِنَا وَحَافِظُوا وَقَائِدُوا وَنَاصِرُوا وَدَلِيلُ الْأَوْعَيْتَى  
شُكْرًا أَرْضَكَ طَوْعًا وَمُتَّسِعًا فِيهَا طَوْيَلًا

پروردگاری اپنے ولی حضرت جنت بن الحسن العسكری (ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر صلوٰت و رحمت) کے لئے اس وقت اور ہبھیشہ کے لئے ولی و محافظ و قائد و مددگار و راہنماؤں نگران بن چاتا کہ انھیں تیری زمین پر سکونت حاصل ہو، اور تو انھیں طویل مدت تک بہترہ اندوز فرماتا رہے۔

## کَسْتِيْ نُوح

بِسْمِهِ تَعَالٰى



پیغمبر خدا حضرت نوح علیہ السلام نے ۵۰ سال تک لوگوں کو خدا کی عیات اور انسانیت کی دعوت دی۔ لیکن لوگونے صرف پر ایمان نہیں لائے بلکہ ان کا مذاق اڑایا اور انھیں سخت اذیتیں دیں۔ اس بھاری جھیٹت میں سے صرف پندرہ فرادران کے گرد اکٹھا ہوئے اور ان کے دین کو قبول کیا۔ ۵۰ سال تک مسلسل صیر و حمل اور لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف دعوت دینے کے بعد تا امید ہو گئے۔ آخر کار ان کے لئے بد دعا کی۔ خداوند عالم نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور انھیں ایک بہت بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا۔ جب عذاب کی عالمیت نظاہر ہوتے لگیں تو ایمان لانے والے کشتی میں سوار ہو گئے۔ آسمان سے موسلا دھار پارش شروع ہوئی، زمین کے چیزوں سے موٹی دھار سے ایلنے لگے، ایک بھی انک اور خوفناک سیلانے روئے زمین کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ جنگل، پہاڑ، دریا، سمندر سبھی پانی میں ڈوب گئے۔ پانی کشتی کو ادھر ادھر لے جاتا اور جھوٹے کی طرح ادھر ادھر چکر لگوادا۔ لیکن کشتی والوں کو بالکل کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اور خطرے سے نجات پائی۔ جو کافر، حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اڑا رہے تھے، بھرپور اور حنچھاڑتی ہوئی ہمروں کے نشانہ بن گئے۔

اس مقام پر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب نوح علیہ السلام کی کشتی کے باسے میں فرمایا:-

”میرے صحابیو! میری پاک اولاد کشتی نوح کی طرح ہیں۔ جو شخص بھی اس پر بنیجا ہلاکت سے محفوظ رہا۔ جن لوگوں نے ہماری مقدس اور پاک دیکرہ اولاد کو اپنا پیشوا اور ریسرفر قرار دیا، وہی کمرہ ہی اور ہلاکت سے نجات پائیں گے.....“

اس موقع پر ایک شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کے بعد کتنے پیشووا ہوں گے؟

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بارہ لقر ہوں گے جن میں کے سبھی میرے خاندان کے پیشہ و چراغ ہوں گے۔“ (مشتبہ الأثر)

قالَ رَبِّنَا إِنَّكَ مَوْلَانَا إِنَّكَ مَوْلَانَا (ص)

مِثْلُ أَهْلِ بَيْتِيْ كَمِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ

مِنْ كِهَانَجَيِ وَمَنْ تَخَلَّفَ

عَنْهَا إِغْرَقَ وَهُوَيْ

